اقوال زرّیں

- تین چیزوں کو پاک رکھو، جسم، لباس اور خیال۔
- تین چیزوں کا احترام کرو، قانون، استاد اور والدین۔
- تین چیزوں کے لیے ہمیشہ تیار رہو، موت، زوال، غم یا تکلیف۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA GORAKHPUR

مہاراشٹر کی سیاست میں ہلچل

ریاست

مہاراشٹر کی سیاست میں حکمراں مہایوتی میں شامل بی جے پی، شیوسینا شندے گروپ اور این سی پی اجیت پوار گروپ کے اتحاد میں کھلبلی مچی ہوئی ہے، وہیں لوک سبھا انتخابات کے نتائج سے اپوزیشن اتحاد مہاوکاس اگھاڑی کی تینوں پارٹیوں کانگریس، شیوسینا یو بی ٹی اور این سی پی شرد پوار گروپ کا نہ صرف حوصلہ بڑھا ہوا ہے، بلکہ وہ پرجوش بھی نظر آرہی ہیں۔ اب تو انہوں نے مہاراشٹر اسمبلی انتخابات ساتھ لڑنے کا اعلان کردیا ہے۔ لوک سبھا انتخابات کے نتائج آنے کے بعد ریاست میں حکمراں اور اپوزیشن اتحاد کی پارٹیوں میں مسلسل میٹنگوں کا دور چل رہا ہے۔ نتائج سے حکمراں اتحاد کی تمام پارٹیاں پریشان نظر آرہی ہیں۔ نائب وزیراعلیٰ دیویندر فڑنویس نے تو عہدہ سے استعفیٰ دینے اور تنظیم میں رہ کر کام کرنے کی پیش کش کردی تھی، مرکزی قیادت کی مداخلت کے بعد بڑی مشکل سے وہ فی الحال استعفیٰ نہ دینے پر راضی ہوئے۔ پارلیمانی انتخابات میں خراب کارکردگی کا جائزہ شیوسینا شندے گروپ نے بھی اپنے طور پر لیا اور این سی پی گروپ نے بھی۔ بی جے پی میں تو اس پر مسلسل غور وخوض چل رہا ہے۔ آج 18 جون کو اس مسئلہ پر بی جے پی اور آر ایس ایس کے اعلیٰ لیڈروں کے درمیان ایک میٹنگ ہوئی، جس میں شکست کے ساتھ ساتھ اسمبلی انتخابات کی تیاروں پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ شکست کی وجوہات کیا ہیں، مہایوتی کی کوئی بھی پارٹی کھل کر کچھ بھی بولنے کو تیار نہیں ہے، کیونکہ اس سے ایک تو ان کے درمیان تعلقات میں تلخی پیدا ہوسکتی ہے، دوسرے اس کا اثر حکومت پر پڑسکتا ہے، لیکن یہ بات اندرون خانہ چل رہی ہے کہ کس کی وجہ سے کس کو نقصان پہنچا۔ ایک بات تو طے ہے کہ تینوں پارٹیوں کے اتحاد سے حکومت تو چل رہی ہے اور پارٹی میں تقسیم کی وجہ سے این سی پی شرد پوار گروپ اور شیوسینا ادھو گروپ دونوں ہی وقتی طور پر کمزور ہوئے، لیکن نتائج نے ثابت کردیا کہ بھلے ہی پارٹیاں اور لیڈران بی جے پی کے ساتھ گئے، ان کے رائے دہندگان یا حامی نہیں۔ وہ ابھی بھی پرانی پارٹیوں کے ساتھ ہیں۔

دوسری طرف اپوزیشن اتحاد کو دیکھیں تو اس میں شامل تینوں پارٹیوں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس کرکے اپنے عزائم کا اظہار کردیا، ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جو لوگ پارٹی چھوڑ کر چلے گئے، ان کو واپس نہیں لیں گے۔ دراصل مہایوتی نے جہاں جوڑ توڑ اور ممبران پارلیمنٹ واسمبلی کو ساتھ رکھنے پر توجہ مرکوز رکھی اور ان میں سے کسی کو بھی پھر واپس جانے نہیں دیا، اسی کو وہ اپنی جیت سمجھ رہی تھی، اس کا اسے نقصان پہنچا۔ رائے دہندگان پر زیادہ توجہ نہیں دی، جبکہ مہاوکاس اگھاڑی کی پارٹیوں نے پارٹی سے جانے والے لیڈروں کو اہمیت نہیں دی، فوکس رائے دہندگان پر رکھا، جو ان سے دور نہیں ہوئے، بلکہ اور قریب ہوگئے اور الیکشن میں ان کا انہیں بہت فائدہ پہنچا۔ ریاست کی 48 پارلیمانی سیٹوں میں سے 29 پر اپوزیشن اتحاد کو اور صرف 18 سیٹوں پر حکمراں اتحاد کو کامیابی ملی۔ ایسے میں صرف 4 ماہ بعد ریاست میں اسمبلی انتخابات اکتوبر میں ہوں گے۔ اس سے قبل سابقہ اسمبلی انتخابات 21 اکتوبر 2019 کو ہوئے تھے، تب بھی وہاں کسی پارٹی کو اپنے بل بوتے پر اکثریت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ سابقہ اسمبلی انتخابات کے مقابلہ اس بار انتخابی اتحاد بھی بدل چکا ہے اور سیاسی منظرنامہ بھی۔ لوک سبھا انتخابات کے بعد جو انتخابی منظرنامہ ہے، وہ حکمراں اتحاد کے لیے کچھ اچھا نہیں ہے۔ یہی چیز ان کی فکرمندی کی وجہ ہے۔ دراصل لوک سبھا انتخابات کے نتائج کچھ اس طرح آئے ہیں کہ اپوزیشن نے سیاست پر اپنا دبدبہ قائم کردیا۔ سبھی جانتے ہیں کہ مہاراشٹر میں اپنے بل بوتے پر کوئی بھی پارٹی اکثریت حاصل نہیں کرسکتی۔ مخلوط حکومت کے دور میں سبھی پارٹیوں کو علاقائی پارٹیوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور اس معاملہ میں بی جے پی کے ساتھ جو پارٹیاں ہیں، وہ عوامی سطح پر کمزور نظر آرہی ہیں۔ راج ٹھاکرے کی ایم این ایس نے بھی علیحدہ الیکشن لڑنے کا اعلان کردیا، جبکہ اپوزیشن اتحاد پہلے سے زیادہ مضبوط اور متحد نظر آرہا ہے اور اس میں وہ اپنا سیاسی وانتخابی فائدہ بھی دیکھ رہا ہے، پھر بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سیاست ہے، نہ تو کوئی مستقل دوست رہتا ہے اور نہ دشمن۔

لوک سبھا انتخابات میں جس طرح حکمراں اور اپوزیشن اتحاد کے درمیان کانٹے کا مقابلہ ہوا تھا، اسمبلی انتخابات میں بھی کچھ اسی طرح کی تصویر ہوسکتی ہے۔ شاید اسی لیے بی جے پی کے ساتھ ساتھ آر ایس ایس بھی وہاں سرگرم نظر آرہی ہے۔ ریاست میں سوال صرف حکومت کا نہیں ہے، بلکہ کچھ پارٹیوں کے لیے وجود کا بھی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ یہ تصویر مستقبل کی سیاست اور اسمبلی انتخابات کو دلچسپ بنا سکتی ہے۔

edit2sahara@gmail.com

'جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے'

صبیح احمد

دستک

وزیراعظم

نریندر مودی نے مسلسل تیسری بار بی جے پی کی قیادت میں این ڈی اے کی حکومت بنالی ہے اور اس طرح انہوں نے پنڈت نہرو کے زیر قیادت کانگریس پارٹی کے پرانے ریکارڈ کو توڑ دیا ہے۔ بلاشبہ مودی کے لیے یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے لیکن بھگوا بریگیڈ کے لیے ایک لمحہ فکریہ بھی ہے کہ مجموعی طور پر این ڈی اے اور بالخصوص بی جے پی کو حالیہ انتخابات میں زبردست نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ سرپٹ دوڑنے والی این ڈی اے حکومت کی لگام اس بار کس دی گئی ہے۔ اب اس کے لیے آگے کی راہ اتنی آسان نہیں رہی، جتنی وہ سمجھتی تھی۔ عوام نے انہیں اچھی طرح یہ سبق دیا ہے کہ ہمیں اتنا سہل مت جانو، بڑے بڑے شہسواروں کو بھی اس میدان میں منہ کے بل گرادیا ہے۔

2024 کے لوک سبھا انتخابات میں این ڈی اے اتحاد نے 292 سیٹیں جیتی ہیں، جو اکثریت کے اعداد وشمار 272 سے محض 20 سیٹیں زیادہ ہے۔ اس جیت کے باوجود بی جے پی اکیلے اپنے دم پر اکثریت حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ پارٹی کو سب سے زیادہ نقصان ہندی بیلٹ میں ہی ہوا، جسے اس کا گڑھ کہا جاتا ہے۔ یعنی کہ

'جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے'

بالخصوص یوپی میں بی جے پی کو سب سے زیادہ 29 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ 2019 میں اسے 62 سیٹیں ملی تھیں، جبکہ اس بار صرف 33 پر ہی سمٹ کر رہ گئی ہے۔ اترپردیش کی 80 سیٹوں میں سے 37 ایس پی، 33 بی جے پی، 6 کانگریس، 2 آر ایل ڈی، ایک اپنادل اور ایک آزاد امیدوار نے جیتی ہے۔ صرف یوپی میں بی جے پی کی 29 سیٹیں کم ہوئی ہیں، وہیں سماجوادی پارٹی (ایس پی) کی 32 سیٹیں بڑھی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ خود وزیراعظم نریندر مودی نے بھی وارانسی سیٹ پر بہت کم ووٹوں کے فرق سے جیت حاصل کی ہے۔ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ بی جے پی کی یہ وی وی آئی پی سیٹ بھی بہت مشکل سے بچ پائی ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ بی جے پی کے رام مندر بیانیہ کی ناکامی ہے۔ بی جے پی ایودھیا شہر کی فیض آباد لوک سبھا سیٹ بھی 50 ہزار سے زیادہ ووٹوں سے ہار گئی ہے۔ یہاں بی ایس پی کے 80 سے 90 فیصد ووٹ اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' کی پارٹیوں کے حق میں گئے ہیں۔ دوسری سب سے بڑی ریاست راجستھان ہے جہاں بی جے پی کو 10 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ اس بار وہ 2019 کی 24 کے مقابلے صرف 14 سیٹیں ہی جیت سکی۔ بہار میں بی جے پی کو 2019 کے مقابلے 5 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ یہاں اس کی نشستیں 17 سے کم ہوکر 12 ہوگئی ہیں۔ اسی طرح جھارکھنڈ میں اسے گزشتہ بار کی 12 کے مقابلے صرف 8 سیٹیں ملی ہیں۔ یعنی کل 4 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ وہیں ہریانہ میں پارٹی 10 سے گھٹ کر 5 سیٹوں پر محدود ہوگئی ہے۔ ہندی بیلٹ سے باہر مہاراشٹر میں بھی بی جے پی کو بڑا جھٹکا لگا ہے۔ 2019 کی 23 کے مقابلے اس بار صرف 9 سیٹیں ملی ہیں۔ یعنی وہاں بی جے پی کو 14 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ مجموعی طور پر اس بار بی جے پی کو 20 فیصد سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ وہیں کانگریس کو 90 فیصد سیٹوں کا فائدہ ہوا ہے۔ بی جے پی کو بنگال میں 6 سیٹوں کا نقصان ہوا ہے۔ ترنمول کی 7 سیٹیں بڑھی ہیں۔ دیدی کا 42 میں سے 29 سیٹوں پر غلبہ ہے۔ بی جے پی 12 سیٹوں پر ہی سمٹ کر رہ گئی ہے۔ کانگریس کو ایک سیٹ ملی ہے۔ 2019 میں بی جے پی نے 18 اور ٹی ایم سی نے 22 سیٹوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ بنگال میں این ڈی اے کے ووٹوں میں تقریباً 2 فیصد کی کمی آئی ہے اور ترنمول کے ووٹوں میں 2 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ جہاں تک شمال مشرقی ہندوستان کا تعلق ہے، یہاں کی 8 ریاستوں میں کل 25 سیٹوں میں سے بی جے پی نے 13 اور کانگریس نے 7 پر کامیابی حاصل کی ہے۔ بی جے پی منی پور کی دونوں سیٹیں ہار گئی ہے۔

آخر اس خراب کارکردگی کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما ہیں؟ یوپی میں یہاں تک کہ سہیل دیو بھارتیہ سماج پارٹی اور آر ایل ڈی بھی بی جے پی کو زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکے۔ پسماندہ ووٹ بینک کو استعمال کرنے کے لیے بی جے پی نے این ڈی اے کو وسعت دی تھی اور اس میں سہیل دیو بھارتیہ سماج پارٹی اور آر ایل ڈی جیسی پارٹیوں کو شامل کیا تھا، لیکن دونوں ہی جماعتیں کوئی کرشمہ دکھانے میں ناکام رہیں۔ یہی حال این ڈی اے کے 2 دیگر پرانے حلیفوں اپنادل (ایس) اور نشاد پارٹی کا رہا۔ بی جے پی کو امید تھی کہ ان پسماندہ چہروں کی مدد سے اسے غیر یادو او بی سی ووٹ بینک کو اپنی طرف راغب کرنے میں مدد ملے گی۔ لیکن انتخابی نتائج نے ان لیڈروں کے دعووں کو بے نقاب کر دیا۔ اوم پرکاش راج بھر کے اثر ورسوخ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بی جے پی کو فائدہ پہنچانا تو دور کی بات، وہ اپنے بیٹے اروند راج بھر کو بھی گھوسی سیٹ سے الیکشن نہیں جتوا سکے۔ اتنا ہی نہیں بلیا، چندولی، غازی پور، سلیم پور، لال گنج اور اعظم گڑھ سیٹوں پر بھی بی جے پی کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انوپریہ کے اثر ورسوخ کا بھی یہی حال تھا، جس نے خود کو این ڈی اے میں سب سے بڑا کرمی چہرہ بنا کر پیش کیا تھا۔ اس بار انوپریہ خود کسی طرح سخت جدوجہد کے بعد الیکشن جیت پائیں۔ یہی نہیں بی جے پی کو پرتاپ گڑھ، فتح پور، امبیڈکر نگر، شراوستی اور جالون جیسی سیٹوں پر بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا جہاں کرمی ذات کا غلبہ ہے۔ بی جے پی کی کوئی بھی تدبیر کام نہ آئی:

'الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا'

انتخابی نتائج نے جہاں بی جے پی کے کارکنوں میں اندرونی بے اطمینانی کا پردہ فاش کیا ہے، وہیں تنظیم کی خامیوں کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ اس الیکشن سے یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ کارکنوں میں مایوسی اور بے اطمینانی کے ساتھ ساتھ انتخابی انتظام کی خامیوں نے بی جے پی کے 80 سیٹیں جیتنے کے ہدف میں سب سے بڑی رکاوٹ کھڑی کر دی۔ یوپی میں بی جے پی کی خستہ حالی کے لیے سب سے زیادہ ذمہ دار پارٹی کے بڑے لیڈروں کا حد سے زیادہ اعتماد ہے۔ جس طرح سے مقامی اور پارٹی کیڈر کارکنوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ٹکٹوں کی تقسیم کی گئی، اس سے بی جے پی کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ آئین اور ریزرویشن کے معاملے پر اپوزیشن کی جارحانہ مہم کے خلاف بی جے پی کی کوئی بھی حکمت عملی کام نہ آئی۔ پسماندہ اور دلت طبقہ کے نوجوانوں کو سمجھانے میں بی جے پی پوری طرح ناکام رہی جن کا ان معاملوں سے راست واسطہ ہے۔ اس الیکشن میں مہنگائی اور بے روزگاری سب سے بڑے ایشوز میں شامل تھے۔ لیکن بی جے پی لیڈر اسے سمجھنے میں ناکام رہے۔ وہ صرف اعداد وشمار کی بنیاد پر دعویٰ کرتے رہے کہ وزیراعظم نریندر مودی کے دور حکومت میں مہنگائی کی شرح پچھلی حکومتوں سے کم رہی ہے۔ غریبوں کو اعداد وشمار کی زبان سمجھ نہیں آتی۔ مہنگائی کی وجہ سے ان کا جینا مشکل ہوگیا ہے، یہ بات بی جے پی سمجھنے کو تیار نہیں ہے۔ اسی طرح موجودہ حکومت بے روزگاری کی شرح کم ہونے کا دعویٰ کر رہی ہے لیکن سچ یہ ہے کہ بے روزگار نوجوانوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ پرانی پنشن پالیسی کی وجہ سے جہاں لاکھوں ملازمین بی جے پی سے ناراض ہیں، وہیں فوج میں ملازمت کے مواقع بھی کم ہوئے ہیں۔ حکومت اگنی ویر اسکیم کی خواہ جتنی بھی تعریف کرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نوجوانوں میں اس کو لے کر کافی ناراضگی ہے۔

بہرحال بظاہر تو یہ بی جے پی امیدواروں اور پارٹی کی مجموعی ناکامی ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو در حقیقت یہ ناکامی وزیراعظم مودی کی مقبولیت میں تشویش ناک کمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ بھگوا بریگیڈ وزیراعظم مودی کے نام پر ہی الیکشن لڑتا رہا ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں کے بہت سارے ووٹروں کو تو اکثر مقامی امیدواروں کے نام بھی پتہ نہیں ہوتے۔ بس، وہ 'مودی' کے نام اور 'کمل پھول' کے نشان پر ووٹ ڈالتے رہے ہیں۔ گزشتہ 10 سالوں کی جیت کو مودی سے منسوب کیا جاتا رہا ہے، اس لیے اس بات کو سمجھنے کے لیے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں کہ اس شکست کے لیے ذمہ دار کس کو ہونا چاہیے؟

> بھگوا بریگیڈ وزیراعظم مودی کے نام پر ہی الیکشن لڑتا رہا ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں کے بہت سارے ووٹروں کو تو اکثر مقامی امیدواروں کے نام بھی پتہ نہیں ہوتے۔ بس، وہ 'مودی' کے نام اور 'کمل پھول' کے نشان پر ووٹ ڈالتے رہے ہیں۔ گزشتہ 10 سالوں کی جیت کو مودی سے منسوب کیا جاتا رہا ہے، اس لیے اس بات کو سمجھنے کے لیے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں کہ اس شکست کے لیے ذمہ دار کس کو ہونا چاہیے؟

sasalika786@gmail.com

گرمی میں زیادہ خطرناک مہلک مرض لیپٹو اسپائروسس

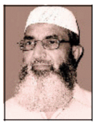

ایم اے کنول جعفری

جائزہ

مرکزی

حکومت نے انسانوں میں ہونے والے مہلک مرض لیپٹو اسپائروسس کے حوالے سے ریاستی حکومتوں کو چست رہنے کے لیے الرٹ جاری کیا ہے۔ محکمۂ صحت کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر اتل گرگ نے تمام ریاستوں کو تحریر کیے گئے خطوط میں کہا ہے کہ زیادہ گرمی اور زیادہ بارش والے موسم 'لیپٹو اسپائرا' (Leptospira) جراثیم کے لیے سب سے زیادہ سازگار ہوتے ہیں۔ عام طور سے یہ بیماری جانوروں میں پائی جاتی ہے اور پھر جانوروں سے انسانوں میں پھیلتی ہے۔ بیمار یا متاثر جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہونے والی اس بیماری سے گردوں اور جگر کو نقصان پہنچ سکتا ہے جس سے مریضوں میں اموات کی شرح میں کئی گنا زیادہ کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس انفیکشن سے سب سے زیادہ متاثر ریاستوں میں اترپردیش، تمل ناڈو، مہاراشٹر، پنجاب، راجستھان، مدھیہ پردیش اور کیرالہ سمیت 11 صوبے شامل ہیں۔ 2009 سے 2023 کے درمیان 'لیپٹو اسپائرا' انفیکشن کے معاملات میں تقریباً 30 فیصد سے زیادہ کا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ یہ جراثیم (Bacteria) مویشیوں کو اپنا شکار بناتے ہیں۔ اس لیے جانور پالنے والے افراد کو مویشیوں کو ٹیکے لگانے (Vaccination) کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ضلع میں محکمۂ صحت کی ٹیموں کو چست درست رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ مریض کی بروقت جانچ نہیں ہونے کی بنا پر یہ بیماری کچھ ہی دنوں میں انسانی زندگی کے لیے خطرہ بڑھا دیتی ہے۔

دراصل، لیپ ٹو اسپائروسس ایک زُونو ٹِک مرض (Zoonotic disease) ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ مرض جانوروں اور انسانوں کے درمیان پھیلنے والا مرض ہے۔ نئی دہلی میں بیماری کے تحفظ کے قومی مرکز (National centre for disease control) کے مطابق لیپ ٹو اسپائروسس ایک قسم کا انفیکشن ہے، جو پیچ دار ڈاٹ (Corkscrew) کی قامت والے لیپٹو اسپائرا (Leptospira) نام کے جراثیم سے پھیلتا ہے۔ اس انفیکشن کو فیلڈ فیور (Field fever)، ریٹ کیچرس یلو (Rat catcher's yellow) اور ہارویسٹ فیور (Harvest fever) بھی کہا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ مرض چوہے، کتے، بلی، گھوڑے، بھیڑ، بکری اور خنزیر جیسے مویشیوں کے ذریعہ سے پھیلتا ہے۔ یہ مویشی برسوں تک اپنے پیشاب میں لیپٹو اسپائر کو خارج کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ یہ انسانوں میں انفیکشن پھیلانے کے عام ذرائع ہیں۔ متاثرہ جانوروں یا ان کے پیشاب سے آلودہ پانی یا مٹی کے ناک، منہ، آنکھ یا جلد میں خراش یا چوٹ لگنے کے بعد براہ راست رابطے میں آنے سے انسانوں میں لگ سکتا ہے۔ یہ بیماری گرم آب وہوا والے مقامات پر ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ مرض دو سطح میں ہوتا ہے۔ کچھ مریضوں میں یہ بیماری تیز اور ایک سطحی پائی جاتی ہے۔ اس میں خون کے فساد (septicemic) کا مرحلہ اچانک شروع ہوجاتا ہے۔ کچھ مریضوں میں سردرد، پٹھوں میں درد، پیٹ میں درد، سردی لگنا، بخار آنا، کھانسی ہونا، سرخ آنکھیں، پیلی جلد و پیلی آنکھیں، نالی کی سوزش، سینے میں درد اور خراش شدید قسم کے لیپٹو اسپائروسس کی علامات میں شامل ہیں، جب کہ خطرناک قسم کے لیپٹو اسپائروسس جس میں انفیکشن کی علامات 3 سے 10 دن بعد شروع ہوسکتی ہیں، میں خون کی کھانسی، سینے میں درد، سانس لینے میں تکلیف، جسم کی جلد یا آنکھوں میں تیز پیلا پن، کالے اور چپچپے رنگ کا پاخانہ، پیشاب میں کمی، جلد پر چھٹے اور سرخ رنگ کے دانے دار دھبے ہوجاتے ہیں۔ آشوب چشم عام طور پر تیسرے یا چوتھے روز دکھائی دیتا ہے۔ تلی کا بڑھنا (Splenomegaly) اور جگر کا بڑھنا (Hepatomegaly) غیر معمولی ہیں۔ یہ مرحلہ 4 سے 6 روز تک رہتا ہے۔ اس مرض میں مریض کو اکثر سردی لگتی ہے اور بخار 39 ڈگری سیلسیس سے زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد پھر بخار اُترنا شروع ہوتا ہے۔ دوسرا (مدافعتی) مرحلہ بیماری کے 6 ویں روز سے لے کر 12 ویں روز کے درمیان ہوتا ہے۔ اس کا تعلق سیرم (Serum) میں دافع جراثیم (Antibodies) کی موجودگی سے ہوتا ہے۔ بخار اور اس سے پہلے کی علامات دوبارہ ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ گردن توڑ بخار بھی ہوسکتا ہے۔ یہ مرحلہ عام طور پر 4 سے 30 روز تک رہتا ہے۔ اگر کوئی خاتون حمل سے ہو تو اس کے صحت یاب ہونے کے دوران اسے اسقاط حمل کی تکلیف سے بھی گزرنا پڑ سکتا ہے۔ حالاں کہ لیپٹو اسپائروسس منطقہ حارہ (Tropical) علاقوں اور گرم آب وہوا والے مقامات، جہاں ہر سال بہت زیادہ بارش ہوتی ہے، میں عام ہے۔ لیکن کوئی شخص دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو، وہ اس مرض سے بچنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اگرچہ وہ شخص متاثرہ مقام پر رہتا ہے یا پھر اس علاقے کا سفر کرتا ہے۔ ان علاقوں میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امن پسند جزائر (Pacific island)، کیریبین، Sub-Saharan افریقہ، لیٹن امریکہ کے کچھ علاقے، جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا وغیرہ شامل ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں ہر برس 10 لاکھ سے زیادہ لوگ لیپٹو اسپائروسس کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان میں سے کم وبیش 60 ہزار لوگوں کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

محکمۂ صحت کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر اتل گرگ نے ملک بھر کی صوبائی حکومتوں سے کہا ہے کہ تمام ضلع سرولانس اکائیوں کو الرٹ کرنے کے ساتھ متاثرہ اضلاع کے لیے فوری طور پر ایک منصوبہ تیار کریں، تاکہ وہاں کے مقامی لوگوں، اسپتالوں اور صحت کی ٹیموں کو وقت پڑنے پر مطلع کیا جاسکے۔ اسپتالوں میں جانچ کٹس اور ان کے ریکروٹنگ ایجنٹس (Recruiting Ajents) کے حوالے سے بھی بات چیت ہونی چاہیے۔ کہا گیا ہے کہ جن علاقوں میں یہ انفیکشن کافی پھیلا ہے، اُن علاقوں کا دورہ کرتے وقت صحت والی ٹیموں کو پانی کو لے کر خاص احتیاط رکھنی چاہیے۔ ایسے مقامات پر اس بیماری کے جراثیم پانی یا پھر مٹی میں پائے جاسکتے ہیں۔ اس لیے نہاتے یا پانی کا استعمال کرتے وقت احتیاط ضروری ہے۔ ریاست کی حکومتوں سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ محکمۂ صحت کے علاوہ میونسپل باڈیز اور انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ سے رابطہ کریں اور پانی کی بہتر نکاسی کے نظام پر ضروری کام کریں۔ یہ مرض وبائی نزلہ جیسی علامات کا سبب تو بن سکتا ہی ہے، کچھ لوگوں میں زیادہ خطرناک اور ہلاک کر دینے والی یہ بیماری، وبائی بیماری (Viral syndrome) کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ تیز بخار، سر درد، سرخ آنکھ، پیٹ میں درد، جسم پر سرخ نشان، ناک بہنا، الٹی ہونا، دست آنا، خون کا بہنا، جلد اور آنکھیں پیلی ہونا اس مرض کی علامات میں شامل ہیں۔ عام طور پر اس مرض کے ٹھیک ہونے میں کچھ روز سے لے کر 3 ہفتے یا اس سے زیادہ کا وقت لگ سکتا ہے۔ بروقت اور صحیح علاج نہیں ہونے کی بنا پر اس بیماری کے ٹھیک ہونے میں کئی مہینے بھی لگ سکتے ہیں۔ بیماری کی شروعات میں ہی ڈاکٹر سے صلاح ومشورہ کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کو پرہیز کے مشورے کے ساتھ وقت پر دوا مل جاتی ہے۔ عام طور پر اس مرض کا علاج اینٹی بایوٹکس دواؤں سے کیا جاتا ہے، لیکن ضرورت کے حساب سے ڈاکٹر کچھ ٹیسٹوں کی بنیاد پر مریض کے لیے دوا طے کرتے ہیں۔ لیپٹو اسپائروسس سے بچنے کا آسان طریقہ جانوروں کے پیشاب سے ہوئے گندے پانی میں تیرنے یا اُترنے اور متاثرہ جانوروں کے رابطے میں آنے سے بچنا ہے۔ باڑھ والے علاقوں میں رہنے، گندے پانی یا کھانے کے استعمال سے اس کا انفیکشن پھیلتا ہے۔ زیادہ بارش کے سبب پانی گندہ ہوجاتا ہے اور مرض کے پھیلنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

انسانوں کو اس وبائی مرض سے بچنے کے لیے متاثرہ جانوروں کے رابطے میں آنے سے بچنا چاہیے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کے پاس جانے یا کام کرنے سے پہلے حفاظتی جوتے، دستانے اور کپڑے پہننا چاہئیں۔ باڑھ یا زیادہ بارش والے علاقوں میں پانی کے کھیلوں اور تیرنے سے بچنا چاہیے۔ مرے ہوئے جانوروں کو ننگے ہاتھوں سے چھونے کے بجائے ہاتھوں پر دستانے چڑھانا اور کام سے فراغت پاکر ہاتھوں کو اچھی طرح صابن سے دھونا چاہیے۔ اس کے علاوہ خراش، کٹ یا زخموں کو ڈھکنا بھی ضروری ہے۔

(مضمون نگار سینئر صحافی اور ادیب ہیں)

> دراصل، لیپ ٹو اسپائروسس ایک زُونو ٹِک مرض (Zoonotic disease) ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ مرض جانوروں اور انسانوں کے درمیان پھیلنے والا مرض ہے۔ نئی دہلی میں بیماری کے تحفظ کے قومی مرکز (National centre for disease control) کے مطابق لیپ ٹو اسپائروسس ایک قسم کا انفیکشن ہے، جو پیچ دار ڈاٹ (Corkscrew) کی قامت والے لیپٹو اسپائرا (Leptospira) نام کے جراثیم سے پھیلتا ہے۔

jafrikanwal785@gmail.com

آئینہ

ہمیں یہ دھیان ہو موسم بہت گرمی کا موسم ہے
فضا خوشبو سے مہکانا بھی پیارے دینداری ہے
خدا کے فضل سے قربانیاں کرلیں ادا ہم نے
علاقے صاف رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے

جگر نوگانوی

مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

مرکز اور تلنگانہ میں کوئی مسلم وزیر نہیں

مکرمی!

این ڈی اے کی مرکزی کابینہ اور تلنگانہ کی کانگریس کابینہ میں ایک بھی مسلم وزیر نہیں ہے۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ این ڈی اے سرکار برائے نام ہے جس میں آج بھی نریندر مودی اور امت شاہ کی ہی چل رہی ہے اور یہ بات بھی سب ہی جانتے ہیں کہ بی جے پی لیڈران مسلمانوں سے حسد جلن اور نفرت میں سب سے آگے ہیں، جب بھی مسلم مفادات اور مسلمانوں کے حقوق کی بات آتی ہے تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں، اس کا اظہار خود انہوں نے مایوسی کے عالم میں اپنی زبان سے انتخابی تقاریر میں کردیا ہے لہٰذا ان سے مسلمانوں کے تئیں کسی خیر کی امید رکھنا فضول ہے لیکن افسوس این ڈی اے میں شامل دیگر جماعتوں پر ہے کہ کسی نے بھی مسلم نمائندگی پر زور دیا نہ اس کا مطالبہ کیا! خیر یہ تو مرکز کی این ڈی اے سرکار کی بات ہوئی لیکن تلنگانہ کی کانگریس حکومت کو کیا ہوگیا ہے کہ اس نے بھی کسی مسلمان کو ریونت ریڈی کابینہ میں جگہ نہیں دی اور مختلف حیلے بہانے بنا کر چند معمولی عہدے چند مسلم قائدین کو دے دیے مگر کسی بھی مسلم وزیر کا تقرر نہیں کیا جبکہ مسلمانوں کی مدد اور ان کے تعاون کی وجہ سے ہی کانگریس تلنگانہ میں برسراقتدار آئی اور اس کے ارکان پارلیمنٹ کی تعداد بھی دوگنی سے زیادہ ہوئی، اس کے باوجود مسلمانوں کو ٹھینگا دِکھا دیا گیا، کیوں؟ سنا جارہا ہے کہ تلنگانہ کی ریاستی کابینہ میں توسیع ہونے والی ہے، ریونت ریڈی اور کانگریس کی مرکزی قیادت کو سابقہ حکومت کے انجام سے سبق لے کر فوری کسی دیانتدار اور صاف ستھرا ریکارڈ رکھنے والے فعال مسلم قائد کو وزیر بنانا چاہیے تاکہ ملک و قوم اور مسلم ملت کا بھلا اور اس کی نمائندگی ہو۔

زکریا سلطان – دبئی

فیصلہ آسان نہیں!

مکرمی!

ہفتوں طویل تذبذب کو ختم کرتے ہوئے سابق صدر کانگریس اور پارٹی کے نومنتخب ممبر پارلیمنٹ راہل گاندھی اپنے پہلے حلقہ انتخاب وائناڈ سے مستعفی ہوگئے ہیں اور یہ سیٹ انہوں نے اپنی ہمشیرہ پرینکا گاندھی کیلئے خالی کی ہے کیونکہ انتخابی قواعد کے مطابق راہل گاندھی، جو وائناڈ اور رائے بریلی دونوں سیٹوں پر فاتح قرار دیے گئے تھے، ان میں سے ایک سیٹ انہیں نتائج کے اعلان سے چودہ دنوں کے اندر خالی کرنا تھی۔ بہرحال راہل گاندھی نے رائے بریلی کو فوقیت دی۔ اس ضمن میں دوشنبہ کو پارٹی کی ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ کے دوران کانگریس صدر ملکارجن کھرگے نے یہ اعلان کیا جس کے تحت وائناڈ سے اب پرینکا گاندھی ضمنی چناؤ لڑیں گی۔ راہل گاندھی نے رائے بریلی سے اپنے پرانے رشتہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ قربت دونوں (رائے بریلی اور وائناڈ) سے برابر ہے، اس لیے یہ فیصلہ آسان نہیں ہے، جس کے بعد پرینکا گاندھی واڈرا نے یقین دلایا کہ وہ وائناڈ کے عوام کو راہل گاندھی کی کمی محسوس نہیں ہونے دیں گی۔ چونکہ اب ضمنی انتخابات بھی عنقریب ہوں گے، جہاں انتخابی گہما گہمی ایک پھر عوامی توجہ کا مرکز رہے گی اور اترپردیش میں سماجوادی پارٹی صدر اکھلیش یادو کے قنوج سے ایم پی منتخب ہونے کے سبب ہونے والا الیکشن قابل ذکر ہے۔

اظہر علی خاں – شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس، راشٹریہ سہارا کمپلیکس، پارک روڈ گورکھپور میں چھپوا کر شائع کیا۔
Published & Printed by **Zia Qadree** on behalf of **Sahara india Mas Communication** and Printed at **Sahara india Mass Communication** Press. Rashtriya Sahara Park Road, Gorakhpur and Published from Rashtriya Sahara Park Road, Gorakhpur
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) * ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: **عبدالماجد نظامی**
For Editorial/News: gkpsaharaurdu@gmail.com, editor.saharaurdumedia@sahara.in ■ **Advertesment (National):** ■9891773434,9899452476, **Email : adsahara@gmail.com**
www.roznamasahara.com 0551- 3062427: شعبہ اشتہارات 0551-3062415,3062416: سرکولیشن - **Email: gkpsaharaurdu@gmail.com** - 0551-2202362, 3062400 :ٹیلی فون گورکھپور
اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار * **R.N.I. NO-UPURD/2002/6747** Roznama Rashtriya Sahara (Gorakhpur) 8883 :شمارہ نمبر 23 :سال
روزنامہ راشٹریہ سہارا
○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں